بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا شرعاً جائز ہے

علامہ سعید اللہ خان قادری

باہتمام

علامہ امان اللہ خان قادری

ناشر

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد، پہاڑ گنج، عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا شرعاً جائز ہے

مصنف

علامہ سعید اللہ خان قادری

باہتمام

علامہ امان اللہ خان قادری

ناشر

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

نام کتاب: جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا شرعاً جائز ہے

مصنف: علامہ سعید اللہ خان قادری

باہتمام: علامہ امان اللہ خان قادری

تعداد 1000

صفحات 32

ناشر

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

فہرست

شرف انتساب

فقیر اس تصنیف کو قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، شیخ طریقت رہبر شریعت، سیدی و مرشدی قبلہ حضرت سید میاں گل صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ اور پیر طریقت آفتاب ہدایت حضرت پیر میاں سید علی شاہ قادری دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ، عظمت پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جن کی روحانی امداد و اعانت سے مجھ جیسے ناچیز کو اس کتاب کی تصنیف کی توفیق حاصل ہوئی۔

خادم علمائے اہلسنت

سعید اللہ خان قادری

آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

اہم سوال کا جواب

سوال:..... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا اور دوران اذان اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر درود شریف پڑھ کر انگوٹھے چومنا اور اس اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

ہمارے محلّہ کے خطیب صاحب عوام کو شدت کے ساتھ اس سے منع کرتے ہیں اور جمعہ کی تقریر کے دوران کہا کہ یا تو یہ عوام جاہل ہیں یا دین سے اتنے دور ہو گئے ہیں کہ مسائل کو نہیں سمجھتے اور فلا صلوٰۃ ولا کلام سے استدلال کیا اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس سے یعنی جمعہ کی اذان ثانی کے دوران انگوٹھے چومنے سے منع فرمایا ہے۔ ہماری آپ سے یہ درخواست ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی کے دوران انگوٹھے چومے جائیں یا نہیں اور یہ جائز ہے یا ناجائز۔ بحوالہ کتب تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں؟

سائل رمیز رحمن عثمان غنی کالونی بلاک آر کراچی نمبر 33

جواب بعون الملک الوھاب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

جمعہ کی اذان ثانی میں اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر درود شریف پڑھنا اور انگوٹھے چومنا اور اس اذان کا زبان سے جواب دینا اور اذان ختم ہونے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ عوام (یعنی مقتدی) چپکے چپکے اس اذان کا جواب دے۔

فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے وہ اولیٰ اور خلاف اولیٰ ہونے میں ہے نہ

کہ حرام و مکروہ تحریمی ہونے میں۔ اس لیے اس مسئلہ میں اتنی شدت اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔
خطیب صاحب کا اس مسئلہ میں اتنی شدت اختیار کرنا اور عوام کو اس سے روکنا اور یہ کہنا کہ ایسا کرنے والے جاہل اور دین سے دور ہو گئے ہیں۔ خطیب صاحب کی بہت بڑی غلطی ہے۔
خطیب صاحب کو چاہیئے کہ اس سے توبہ کرے اس لیے کہ ان کا یہ اعتراض ان عوام سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وارد ہوتا ہے۔ جو جمعہ کی اذان ثانی کا جواب زبان سے دیتے تھے اور ان کا یہ اعتراض جلیل القدر تابعین کرام رحمہم اللہ پر وارد ہوتا ہے۔ جن میں امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں اور ان کا یہ اعتراض صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ پر وارد ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک یہ بالاتفاق جائز ہے۔ خطیب صاحب کا یہ اعتراض خود امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ اس لیے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک قول پر یہ جائز ہے اور اس کو علماء نے اصح قول قرار دیا ہے۔

نمبر(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سنت مبارک

جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا جلیل القدر صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سنت مبارکہ ہے:

امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی امامة عن سهل بن حنيف قال سمعت معاوية بن ابی سفيان رضی الله عنه وهو جالس علی المنبر اذن المؤذن قال الله اكبر الله اكبر قال معاوية الله اكبر الله اكبر الخ......

ترجمہ:..... حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ممبر پر تھے۔ جب مؤذن نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر......

(صحیح البخاری کتاب الجمعة ج ۱ ص ۱۲۴، ۱۲۵ مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی)، (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۹ ص ۳۱۹ رقم الحدیث ۷۲۱، ۷۲۲ مطبوعه مکتبة العلوم والحکم الموصل)، (مسند احمد ج ٤ ص ۹۱،۹۸ مطبوعه موسسة قرطبة مصر)، (کرمانی شرح صحیح بخاری ج ٦ ص ۱۸ مطبوعه مصر)، (سنن نسائی ج ۲ ص ۲٤ رقم الحدیث ٦٧٥ مطبوعه مکتب المطبوعات

الاسلامیة حلب)؛ (التمهید لابن عبدالبر ج ۱۰ ص ۱۲۸ تا ۱۱۱ مطبوعہ وزارۃ عموم الاوقاف والشؤون الاسلامیة المغرب)

امام ابی بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هکذا کان رسول الله ﷺ یقول.

ترجمہ:...... اسی طرح حضور ﷺ فرماتے تھے۔

(صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۱۷ رقم الحدیث ٤١٦ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هکذا رایت رسول الله ﷺ یصنع.

ترجمہ:...... اسی طرح میں نے حضور ﷺ کو کرتے دیکھا۔

(کتاب الدعاء للطبرانی باب القول عند الاذان ص ۱٥۹ رقم الحدیث ٤٥٧ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

امام محب الدین ابی جعفر احمد بن عبداللہ الطبری متوفی ۶۹۴ھ نے اسی حدیث مبارک سے استدلال کیا ہے اور اس مسئلہ کے جواز پر ایک باب باندھا ہے:

ذکر اجابة الخطیب المؤذن.

(غایة الاحکام فی احادیث الاحکام ج ۳ ص ۱۷۰ رقم الحدیث ٥۳۸٦ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں۔

وفیه اجابة الخطیب للمؤذن وهو علی المنبر...... وفیه اباحة الکلام قبل الشروع فی الخطبة.

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری باب یجیب الامام علی المنبر اذا سمع النداء ج ٦ ص ۲۱۲،۲۱۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

حافظ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وفیه اباحة الکلام قبل الشروع فی الخطبة.

ترجمہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کے شروع ہونے سے پہلے کلام کرنا مباح ہے۔

(فتح الباری ج ۲ ص ٥۰۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ غلام رسول رضوی مد ظلہ العالی لکھتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے کلام کرنا مباح ہے۔

(تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۰ مطبوعہ تفہیم البخاری پبلکیشنز فیصل آباد)

علامہ سید احمد بن محمد الطحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

فعلم بهذا انه لا خلاف بينهم في جواز غير الدنيوي على الاصح ويحمل الكلام الوارد في الاثر على الدنيوي ويشهد له ما اخرجه البخاري ان معاوية اجاب المؤذن بين يديه فلما ان قضى التاذين قال يا ايها الناس اني سمعت رسول الله ﷺ على هذا المجلس حين اذن المؤذن يقول ما سمعتم من مقالتي.

ترجمہ: اس سے معلوم ہوا کہ غیر دنیوی کلام کے سلسلہ میں صحیح ترین مذہب یہ ہے کہ علماء کے مابین اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں اور حدیث کے اندر جو کچھ وارد ہوا اسے کلام دنیوی پر محمول کیا جائے گا۔ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مؤذن کے روبرو اذان کا جواب دیا۔ جب اذان ہو چکی تو انہوں نے کہا اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہی کچھ کہتے سنا جو تم نے میری بات سنی۔ جب مؤذن نے اذان مکمل کر لی تھی۔

(طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح باب الجمعۃ ص ۱۶۴ مطبوعہ مکتبہ انصاریہ کابل افغانستان)

عبدالحی لکھنوی نے بھی اسی حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے لکھا ہے:

انه لا يكره الكلام مطلقا بل الكلام الدنيوي وقد ثبت في صحيح البخاري ان معاوية رضي الله عنه اجاب الاذان وهو على المنبر وقال يا ايها الناس اني سمعت رسول الله ﷺ على هذا المجلس حين اذان المؤذن يقول مثل سمعتم مني مقالتي.

(التعليق الممجد على مؤطا امام محمد حاشیہ نمبر ۱۱ ص ۱۳۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اگر یہ حرام یا مکروہ تحریمی ہوتا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی ایسا نہ کرتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انی سمعت رسول اللہ ﷺ فرما کر بات بالکل واضح کر دی۔ یعنی یہ نبی کریم ﷺ کی بھی سنت مبارکہ ہے اور اس حدیث مبارکہ نے وہ تمام

اعتراضات دفع کر دیے جو ولا کلام اور خروج الامام فاطع الکلام سے استدلال کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر اس سے اخروی کلام بھی مراد ہوتا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی ایسا نہ کرتے مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زبان سے جواب دے کر یہ بتادیا کہ ولا کلام میں یہ داخل نہیں۔ معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا حضور ﷺ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سنت مبارکہ ہے۔

نمبر (۲) تابعین کرام رحمہم اللہ کی سنت مبارک

جلیل القدر تابعین کرام رحمہم اللہ کے نزدیک یہ بالاتفاق جائز ہے۔ ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں کتابوں میں ہے وقول ابراهيم حجة عندنا لكونه لسان ابن مسعود و اصحابه۔ ترجمہ:..... اور ابراہیم نخعی کا قول یہاں حجت ہے کیوں کہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی زبان (اور ترجمان) ہیں۔

(اعلاء السنن ج ۱ ص ۲۱۲ مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه کراچی)

ان کے علاوہ امام عطاء بن ابی رباح، امام بکر بن عبداللہ المزنی، امام ایاس بن معاویہ، امام حسن بصری رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

علی بن احمد بن حزم متوفی ۴۵۶ھ لکھتے ہیں۔

وعن عطاء وابراهيم النخعي لاباس بالكلام يوم الجمعة قبل ان يخطب الامام وهو على المنبر وبعد ان يحلو.

وعن قتادة عن بكر بن عبدالله المزني مثله.

وعن حماد بن سلمة عن اياس بن معاوية مثله.

وعن الحسن لاباس بالكلام في جلوس الامام بين الخطبين.

ترجمہ:..... حضرت عطاء ابن ابی رباح اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے اور فارغ ہونے کے بعد باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امام بکر بن عبداللہ المزنی، امام ایاس بن معاویہ رحمہم اللہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ دو خطبوں کے درمیان امام کے بیٹھنے کے وقت باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(محلی ابن حزم ج ۵ ص ۷۲،۷۳ مطبوعہ دارالآفاق الجدیدۃ بیروت)

محمد بن مفلح المقدسی متوفی ۷۶۲ھ لکھتے ہیں۔

ویجوز الکلام قبل الخطبۃ کبعدھا نص علیہ.

ترجمہ:...... خطبے سے پہلے باتیں کرنا جائز ہے جیسا کہ بعد میں جائز ہے اس پر نص ہے۔

(الفروع مسألۃ ۱۱ ج ۲ ص ۹۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

عبدالسلام بن عبداللہ متوفی ۶۵۲ھ لکھتے ہیں۔

ولا باس بہ قبل الخطبۃ وبعدھا.

ترجمہ:...... خطبے سے پہلے اور بعد میں کلام میں کوئی حرج نہیں۔

(المحرر الفقہ باب صلاۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۱۵۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض)

خطیب صاحب کا یہ اعتراض ان تمام تابعین کرام رحمہم اللہ اور ان علماء پر وارد ہوتا ہے جو اس کو جائز فرما رہے ہیں۔

نمبر (۳) صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے

امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک بالاتفاق یہ جائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں۔

وقال ابو یوسف و محمد لاباس بالکلام قبل ان یخطب الامام.

(کتاب الاصل المعروف بالمبسوط للشیبانی باب صلاۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۳۵۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں۔

وقال مالک وابو یوسف ومحمد والاوزاعی والشافعی لاباس بالکلام قبل ان یاخذ فی الخطبۃ.

(مختصر اختلاف العلماء فی الوقت الذی یکرہ فیہ الکلام یوم الجمعۃ ج ۱ ص ۳۲۸ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

امام طاہر بن عبدالرشید بخاری متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں۔

وعندھما لاباس بہ.

(خلاصۃ الفتاوی مع مجموعۃ الفتاوی کتاب الصلوۃ الفصل الثالث فی صلاۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۲۰۶

مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

امام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں۔

وقالا لاباس بالکلام اذا خرج الامام قبل ان یخطب.

(ھدایہ اولین باب صلوۃ الجمعۃ ص ۱۷۱ مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

امام برہان الدین متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں۔

وقال ابویوسف و محمد رحمھما اللہ لاباس بان یتکلم قبل الخطبۃ

وبعدھا مالم یدخل الامام فی الصلاۃ

(المحیط البرھانی کتاب الصلاۃ الفصل الخامس والعشرون فی صلاۃ الجمعۃ ج ۲ ص ۱۹۶ مطبوعہ

المکتبۃ الغفاریۃ کوئٹہ)

امام فخر الدین عثمان بن علی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں۔

وقالا لاباس بالکلام اذا خرج قبل ان یخطب.

(تبیین الحقائق باب صلاۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۲۲۳ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

امام شمس الدین بخاری الشہیر بالقہستانی متوفی ۹۶۲ھ لکھتے ہیں۔

واما عندھما فلا باس بالکلام قبل الخطبۃ.

(جامع الرموز فصل صلوۃ الجمعۃ ج ۱ ص۲۶۷ مطبوعہ ایران)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں۔

وقالا لاباس بالکلام اذا خرج قبل ان یخطب.

(عینی شرح کنز باب صلاۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۵۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم

الاسلامیہ کراچی)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین الشامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں۔

و قالا لاباس بہ اذا خرج قبل ان یخطب.

(منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق ج ۲ ص ۱۶۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں۔

و قال لاباس اذا خرج الامام قبل ان یخطب و اذ فرغ قبل ان یشتغل

بالصلاۃ کذا فی الکافی. سواء کان کلام الناس او التسبیح اوتشمیت

العاطس اوردالسلام کذا فی السراج الوھاج.

(فتاوی عالمگیری کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۱۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: ...اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ امام کے نکلنے کے بعد اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے اور ایسے ہی خطبہ تمام کرنے کے بعد اور نماز سے پہلے مضائقہ نہیں۔ یہ کافی میں لکھا ہے۔ خواہ ایسا کلام ہو جیسے آدمی آپس میں باتیں کیا کرتے ہیں۔ خواہ سبحان اللہ پڑھنا یا چھینک یا سلام کا جواب دینا ہو یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔

(فتاوی عالمگیری اردو سولھواں باب جمعہ کی نماز کا بیان ج ۱ ص ۲۳٤ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

عبدالحکیم دمشقی لکھتے ہیں۔

وقالا اذا خرج الامام فلا باس بالکلام قبل ان یخطب.

(کشف الحقائق شرح کنز الدقائق ج ۱ ص ۸۱ طبع بالمطبعۃ الادبیۃ بسوق الخضار القدیم بمصر)

اگر یہ حرام یا مکروہ تحریمی ہوتا تو امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ ہرگز اس کے جائز ہونے کا فتویٰ نہ دیتے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے قول کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ لکھتے ہیں۔

وحدثنی عن مالک عن ابن شھاب عن ثعلبۃ بن ابی مالک القرظی انہ اخبرہ انھم کانوا فی زمان عمر بن الخطاب یصلون یوم الجمعۃ حتی یخرج عمر فاذا خرج عمر وجلس علی المنبر و اذن المؤذنون قال ثعلبۃ جلسنا نتحدث فاذا سکت المؤذنون وقام عمر یخطب انصتنا فلم یتکلم منا احد. قال ابن شھاب فخروج الامام یقطع الصلوۃ و کلامہ یقطع الکلام.

ترجمہ: ...ثعلبہ بن ابو مالک قرظی نے بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمعہ کے روز ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے تک نماز پڑھتے رہتے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آجاتے اور منبر پر بیٹھتے اور موذن اذان کہہ دیتے تو ثعلبہ نے کہا کہ ہم بیٹھے باتیں کرتے رہتے جب موذن خاموش ہو جاتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو ہم خاموش ہو جاتے اور ہم میں سے کوئی ایک بھی باتیں نہ کرتا۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ امام کا آنا نماز کو اور اس کا کلام کرنا باتیں کرنے کو ختم کر دیتا ہے۔

(موطا امام مالک باب ما جاء فی الانصات یوم الجمعۃ والامام یخطب ج ۱ ص ۱۰۳ رقم الحدیث ۲۳۲)

مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مؤطا امام محمد باب القراءۃ فی صلوۃ الجمعۃ وما یستحب من الصمت ص ۱۳۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (سنن الکبری للبیھقی باب یحول الناس وجوھھم الی الامام ویستمعون الذکر ج ۳ ص ۱۹۹ رقم الحدیث ۵۶۰۸ مطبوعہ مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (مسند لامام شافعی ج ۱ص ۶۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (مصنف عبد الرزاق باب جلوس الناس حین یخرج الامام ج ۳ ص ۲۰۸ رقم الحدیث ۵۳۵۶ مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)، (شرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱ ص ۳۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (کتاب المعتصر من المختصر من مشکل الآثار ج ۱ ص ۸۶ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)، (المغنی مسالۃ قال ومن دخل الامام یخطب لم یجلس رکعتین یوجز فیھما ج ۲ ص ج ۲ ص ۸۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (المنتقی شرح موطا امام مالک باب ما جاء فی الانصات یوم الجمعۃ والامام یخطب ج ۱ ص۱۸۸، ۱۸۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (سنن الصغری للبیھقی باب الانصات للخطبۃ ج ۱ ص ۲۸۶ رقم الحدیث ۶۵۶، ۶۵۷ مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ)، (اللمعۃ فی خصائص الجمعۃ للسیوطی الخصوصیۃ التاسعۃ عشرۃ تحریم الصلاۃ ثم جلوس الامام علی المنبر ص ۳۰ رقم الحدیث ۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۱۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں۔

نتحدث نتکلم بالعلم ونحوہ لا بکلام الدنیا.

ترجمہ:......ہم باتیں کر رہے تھے علم کے بارے میں دنیا کی باتیں نہیں کر رہے تھے۔

(شرح زرقانی علی مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

نیز یہی علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں۔

ھذا تقویۃ لما فھمہ من مفھوم الحدیث وھو ان منع الکلام انما ھو اذا خطب لا بمجرد خروجہ.

ترجمہ:......اس حدیث کے مفہوم سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ باتیں کرنا اس وقت ممنوع ہے جب امام خطبہ شروع کرے نہ کہ مطلق نکلنے سے۔

(شرح زرقانی علی مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام ابراھیم بن علی بن یوسف الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ویجوز الکلام قبل ان یبتدیء الخطبۃ لما رویناہ من حدیث ثعلبۃ بن ابی مالک.

ترجمہ:......خطبہ کی ابتداء سے پہلے باتیں کرنا جائز ہے جیسا کہ ہم نے روایت کی ثعلبہ بن ابی

مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

(المهذب للشيرازی فصل فی الكلام قبل الخطبة ج ۱ ص ۱۱۵ مطبوعہ دار الفكر بيروت)

اگر یہ حرام یا مکروہ تحریمی ہوتا تو حضرت ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رضی اللہ عنہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ حضرت ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رضی اللہ عنہ اس وقت تابعین کرام رحمہم اللہ سے علم کے بارے میں گفتگو فرماتے۔ اب خطیب صاحب سوچئے جب علم کے بارے میں گفتگو جائز ہے تو اس وقت اذان کا زبان سے جواب دینا، درود شریف پڑھ کر انگوٹھے چومنا اور اس اذان کے بعد دعا کیسے ناجائز ہو سکتا ہے۔ یہ بھی تو اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہے تو یہ کیسے ناجائز ہو سکتا ہے۔ حضرت ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام عبدالرحمٰن بن محمد الرازی متوفی ۳۲۷ھ لکھتے ہیں۔

قرئ على العباس بن محمد الدورى قال سمعت يحيىٰ بن معين يقول ثعلبة بن ابى مالك القرظى قد راى النبى ﷺ.

(المراسيل لابن ابى حاتم باب الثاء ثعلبة بن ابى مالك القرظى ص ۲۱ برقم ۶۲ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)

امام احمد بن عبداللہ بن صالح عجلی متوفی ۲۶۱ھ لکھتے ہیں۔

ثعلة بن ابى مالك القرظى مدنى تابعى ثقة.

(معرفة الثقات ج ۱ ص ۲۶۱ برقم ۱۹۶ مطبوعه مكتبة الدار المدينة المنورة)

حافظ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں۔

وقال ابو حاتم فى المراسيل هو من التابعين وقال العجلى تابعى ثقة وذكره بن حبان فى الثقات.

(تهذيب التهذيب ج ۲ ص ۲۱ مطبوعه دار الفكر بيروت)، (المراسيل لابن ابى حاتم باب الثاء ثعلبة بن ابى مالك القرظى ص ۲۱ برقم ۶۰ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)، (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۱۳۴ برقم ۸۴۵ مطبوعه دار رشيد سوريا)، (الكاشف للذهبى ج ۱ ص ۲۸۱ برقم ۷۱۱ مطبوعه جدة)

حبر الامۃ امام التفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سنت مبارک

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عبد الرزاق عن معمر عن الزهرى عن عبيد الله بن عبد الله بن عقبة

ان ابن عباس وسعيد بن زيد كلما يوم الجمعة بعد خروج الامام وقبل ان يخطب وهما الى جانب المنبر وعمر على المنبر.

ترجمہ:.... حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم نے جمعہ کے دن امام کے نکلنے کے بعد اور خطبہ سے پہلے منبر کے ایک طرف باتیں کیں۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تھے۔

(مصنف عبد الرزاق باب جلوس الناس حين يخرج الامام ج ۳ ص ۲۰۹ رقم الحديث ۵۲۵۸، ۵۲۵۹ مطبوعه مكتب الاسلامی بیروت)

خطیب صاحب دیکھئے حبر الامۃ وفقیہ العصر امام التفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت دینی گفتگو فرما رہے ہیں اگر یہ حرام ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی ایسا نہ کرتے۔ یہ وہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جن کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے سینے مبارک سے لگا کر دعا فرمائی تھی۔

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا مسدد حدثنا عبدالوارث عن خالد عن عكرمة عن ابن عباس قال ضمني النبي ﷺ الى صدره وقال اللهم علمه الحكمة.

ترجمہ:.... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے مبارک سینے سے لگا کر دعا کی اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔

(صحيح البخاری ج ۱ ص ۵۳۱ مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی)، (الاستيعاب ج ۳ ص ۹۳۵ برقم ۱۵۸۸ مطبوعه دار الجيل بيروت)، (فضائل صحابه لابن حنبل ج ۲ ص ۸۴۶ رقم الحديث ۱۵۶۰ و ص ۹۴۹ رقم الحديث ۱۸۲۵ و ص ۹۵۵، ۹۵۶ رقم الحديث ۱۸۵۶، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹ و ص ۹۶۲ ۹۶۱، رقم الحديث ۱۸۸۲، ۱۸۸۳ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)، (حلية الاولياء ج ۱ ص ۳۱۵ مطبوعه دار الكتاب العربی بيروت)، (جامع المسانيد والسنن لابن كثير ج ۳۰ ص ۸۳۹۵ رقم الحديث ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹ ج ۳۱ ص ۸۷۶۶ رقم الحديث ۲۰۷۵، مطبوعه دار الفكر بيروت)، (المعجم الكبير لامام طبرانی ج ۱۱ ص ۲۱۳ رقم الحديث ۱۱۵۳۱ مطبوعه مكتبة العلوم والحكم الموصل)، (الآحاد والمثانی ذكر عبدالله بن عباس ج ۱ ص ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷ رقم الحديث ۳۷۵، ۳۷۷، ۳۸۰، ۳۸۱ مطبوعه دار الراية الرياض)، (دلائل النبوة للبيهقی ج ۶ ص ۱۹۲، ۱۹۳ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (فضائل الصحابة للنسائی ص ۲۳ رقم الحديث ۷۴، ۷۵، ۷۶ مطبوعه دار الكتب

العلمية بيروت)، (الاحاديث المختارة ج ١٠ ص ٢٢٢، ٢٢٣ رقم الحديث ٢٣٥ مطبوعه مكتبة النهضة الحديثه مكه مكرمة)، (سير اعلام النبلاء ذكر عبدالله بن عباس البحر ج ٣ ص ٣٣٦ مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)، (امام حاكم في المستدرك هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه ج ٣ ص ٦٥١ رقم الحديث ٦٢٨٠ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)۔

اور یہاں حبر الامۃ امام التفسیر رضی اللہ عنہما نے والا کلام کی تفسیر بھی فرما دی کہ اس کلام سے مراد دنیاوی کلام ہے اس لئے ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وقت کلام سے منع فرمایا ہے جس سے اظہر من الشمس کی طرح واضح ہوا کہ یہاں کلام سے مراد دنیاوی کلام ہے اخروی کلام مراد نہیں۔ حبر الامۃ امام التفسیر رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ اخروی کلام جائز ہے۔

امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ لکھتے ہیں۔

وتفسير الصحابي عندهما مسند.

ترجمہ:.....اور صحابی کی تفسیر امام بخاری و مسلم کے نزدیک مسند (مرفوع) ہوتی ہے۔

(مستدرك ج ١ ص ٧٩ رقم الحديث ٧٢ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)، (تدريب الراوي للسيوطي ج ١ ص ١٩٢، ١٩٣ مطبوعه مكتبة الرياض الحديثة الرياض)

امام ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد حنبلی المقدسی متوفی ۶۴۳ھ روایت کرتے ہیں۔

ومسلما ان تفسير الصحابي حديث مسند.

(الاحاديث المختارة ج ٢ ص ١٦٣ مطبوعه مكتبة النهضة الحديثه مكه مكرمة)

حضرت عطاء ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عبد الرزاق عن ابن جريج عن عطاء قال لاباس بالكلام والامام جالس على المنبر والمؤذنون يؤذنون لا يجب الانصات حتى يتكلم الامام.

ترجمہ:.....حضرت عطاء ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام جب منبر پر ہو تو باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں اور مؤذن جب اذان دے رہا ہو تو خاموش رہنا واجب نہیں۔ یہاں تک کہ امام کلام کر سکتا ہے۔

(مصنف عبد الرزاق باب جلوس الناس حين يخرج الامام ج ٣ ص ٢١٠ رقم الحديث ٥٣٦٩ مطبوعه مكتب الاسلامي بيروت)

یہ وہ امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ہے جن کے بارے عمر بن سعید فرماتے ہیں۔

عمر بن سعید بن ابی حسین، عن امه انها رأت النبی ﷺ فی منامها فقال لها: "سید المسلمین عطاء بن ابی رباح"

ترجمہ:..... میں نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو فرمایا: عطاء بن ابی رباح مسلمانوں کے سردار ہیں۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۲۲ جز ۱۳ ص ۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

فقیہ اعظم ابوالخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

علامہ عینی عمدۃ القاری ص ۳۲۶ جلد ۳ طبع عامرہ میں اس کے متعلق فرماتے ہیں اخرجه الطحاوی ایضا باسناد صحیح۔ یہ حضرت ثعلبہ صحابی ہیں یا تابعی جو زمانِ فیض توامان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے خبر دیتے ہیں کہ ان کے منبر پر جلوہ فرما ہونے کے وقت جمعہ کے دن اختتام اذان تک انهم کانوا یتحدثون یعنی بے شک وہ حاضرین گفتگو کرتے رہتے تھے اور یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ امام کا منبر پر بیٹھنا نماز بند کر دیتا ہے اور امام کا بولنا کلام بند کر دیتا ہے۔

(فتاوی نوریہ ج ۱ ص ۲۸۷، ۲۸۸ مطبوعہ دار العلوم حنفیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

نمبر (۴) سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اصح قول

خطیب صاحب کا یہ اعتراض امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر وارد ہوتا ہے جن کے مقلد ہونے کا خطیب صاحب دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ خود امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول جائز ہونے پر ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دو قول منقول ہیں۔ ایک قول جائز کا ہے۔ جس کو علماء نے اصح قول قرار دیا ہے اور دوسرا ضعیف قول منع کا ہے۔ جس کا ضعف و قبل سے واضح ہے۔

امام بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں۔

اختلفوا علی قوله فقال بعضهم: یکره کلام الناس اما التسبیح واشباهه فلا یکره. وقال بعضهم: یکره ذلک والاول اصح.

ترجمہ:..... قبل خطبہ کے کلام کے متعلق امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے سلسلہ میں علماء حنفیہ کا

اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ مکروہ تو وہ گفتگو ہوگی جو کلام انسانی کی قسم سے ہو۔ اس کے برخلاف تسبیح وغیرہ مکروہ نہیں۔ ایک دوسرا قول مکروہ کا بھی ہے۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(البنایة شرح الهدایة باب صلاة الجمعة ج ۳ ص ۸۱ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

علامہ زین الدین بن نجیم متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں۔

اختلف المشائخ علی قول ابی حنیفة قال بعضهم انما کان یکره ما کان کلام الناس اما التسبیح و نحوه فلا. وقال بعضهم کل ذلک مکروه والاول اصح.

ترجمہ:...... قبل خطبہ کے کلام کے متعلق امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے سلسلہ میں علماء حنفیہ کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ مکروہ تو وہ گفتگو ہوگی جو کلام انسانی کی قسم سے ہو۔ اس کے برخلاف تسبیح وغیرہ مکروہ نہیں۔ ایک دوسرا قول مکروہ کا بھی ہے۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(بحر الرائق ج ۲ ص ۱۶۸ مطبوعه دار المعرفة بیروت)

شیخ محمد ابن حسن بن احمد الکواکبی متوفی ۱۰۹۶ھ لکھتے ہیں۔

فی شرح الهدایة الجلالی انه انما یکره الکلام من کلام الناس اما التسبیح وشبهه فلا یکره.

ترجمہ:...... شرح ہدایہ جلالی میں ہے کہ مکروہ تو وہ گفتگو ہوگی جو کلام انسانی کی قسم سے ہو۔ اس کے برخلاف تسبیح وغیرہ مکروہ نہیں۔

(الفوائد السمیة شرح النظم المسمی بالفرائد السنیة باب صلوة الجمعة ج ۱ ص ۱۳۹ مطبوعه بالمطبعة الکبری الامیریه مصر)

علامہ سید احمد بن محمد الطحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

وفی البحر عن العنایة والنهایة اختلف المشائخ علی قول الامام فی الکلام قبل الخطبة فقیل انما یکره ما کان من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوه فلا وقیل ذالک مکروه والاول اصح.

ترجمہ:...... البحر میں العنایہ اور النہایہ سے منقول ہے کہ قبل خطبہ کے کلام کے متعلق امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے سلسلہ میں علماء حنفیہ کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ مکروہ تو وہ گفتگو ہوگی جو کلام انسانی کی قسم سے ہو۔ اس کے برخلاف تسبیح وغیرہ مکروہ نہیں۔ ایک دوسرا قول مکروہ

کا بھی ہے۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح باب الجمعة ص ۲۱ ٤ مطبوعہ مکتبہ انصاریہ کابل افغانستان)

''ولا کلام'' کی تشریح فقہاء کرام کے اقوال سے

اظہر من الشمس کی طرح واضح ہوا کہ اخروی کلام (جس میں نام اقدس ﷺ سن کر درود شریف پڑھ کر انگوٹھے چومنا، اذان کا جواب دینا اور اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شامل ہیں) جائز ہے۔ باقی رہا خطیب صاحب کا درالمختار کی اس عبارت ''اذا خرج الامام من الحجرة فلا صلوة و لا كلام '' سے استدلال کرنا غلط ہے۔ اس لیے خطیب صاحب عوام کو جس فعل سے منع فرما رہے ہیں وہ اخروی کلام سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ دنیوی کلام سے اور اس عبارت سے دنیوی کلام مراد ہے۔ جمعہ کی اذان ثانی کا جواب دینا اور نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنا اور اذان ختم ہونے کے بعد دعا کرنا ان تمام کا تعلق اخروی کلام سے ہے جو بالاتفاق جائز ہے۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین الشامی متوفی ۱۲۵۲ھ درمختار کی اس عبارت جس سے خطیب صاحب نے استدلال کیا ہے، اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔

قوله (ولا كلام) اى من جنس كلام الناس اما التسبيح ونحوه فلا يكره وهو الاصح كذا في العناية والنهاية.

ترجمہ:...... بات چیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی سی دنیاوی باتوں کی جنس سے نہ ہو۔ جہاں تک تسبیح وغیرہ کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہی صحیح ہے۔

(فتاوی شامی ج ۱ ص ۶۰۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ سید احمد بن محمد الطحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

ومن ثم قال في البرهان وخروجه قاطع الكلام اى كلام الناس عند الامام فعلم بهذا انه لا خلاف بينهم في جواز غير الدنيوى على الاصح.

ترجمہ:...... اسی وجہ سے البرھان میں کہا خطیب کا نکلنا ہی دنیاوی گفتگو کو کاٹ دینے والا ہے۔ امام صاحب کے نزدیک۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر دنیوی بات چیت کے سلسلہ میں فقہاء کے

مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ص ۲۶۱ مطبوعہ مکتبہ انصاریہ کابل افغانستان)

فقیہ اعظم ابوالخیر مفتی محمد نوراللہ نعیمی بصیرپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

رہی وہ حدیث پاک اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام تو اس سے تقبیل الابہامین اور درود و دعا و جواب اذان واذکار کا حرام ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کہ اس کا عموم واطلاق بایں معنی کہ ہر نماز اور ہر کلام حرام ہو ہرگز ہرگز مراد نہیں۔ کیا اذان اور خطبہ کلام نہیں؟ اور نماز جمعہ نماز نہیں؟ کیا صاحب ترتیب پر نماز فائتہ کی قضاء لازم نہیں؟ کیا خروج امام کے ساتھ تمام جہان میں نماز و کلام سے بندش ہو جاتی ہے یا کم از کم صرف روئے زمین پر؟ نہیں نہیں بلکہ کسی ایک اقلیم میں بلکہ ایک علاقہ یا شہر یا کم از کم محلہ میں ہی حرمت ثابت ہو جاتی ہے پھر وقت خروج سے قیامت تک کے لئے ثابت ہے یا کسی ایک صدی کے لئے یا کم از کم سال یا یہ بھی نہیں تو ایک مہینہ یا ہفتہ یا کم از کم اسی دن کے آخر تک ثابت رہتی ہے۔ ہرگز نہیں تو ثابت ہوا کہ اس نماز و کلام ممنوع سے مراد خاص نماز اور خاص ہی کلام ہے نماز میں تو کوئی نزاع نہیں لہذا یہاں کلام پر اکتفاء ہے فاستمع بقلب شھید اصح یہ ہے کہ اس کلام سے مراد حاضرین مسجد کا دنیاوی کلام ہے۔

(فتاویٰ نوریہ ج ۱ ص ۲۸۵ مطبوعہ دارالعلوم حنفیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

معلوم ہوا کہ فقہاء جس کلام سے منع فرما رہے ہیں وہ دنیوی کلام ہے۔ جس کے ساتھ خطیب صاحب نے اخروی کلام کو بھی شامل کر دیا ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔ بہر حال جمعہ کی اذان ثانی کا جواب دینا اور اذان کے بعد دعا کرنا جائز ہے۔

عمدۃ المحققین مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الجواب:...... بخاری شریف کی حدیث میں خاص جمعہ کی اذان ثانی جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد ہوتی ہے اس کا جواب زبان سے دینا حضور ﷺ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صراحۃً ثابت ہے۔ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر وسیلہ والی دعا کرنا بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دو قول میں سے اصح پر اور صاحبین کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔ چونکہ امام اگر حجرہ میں ہے تو اس کے حجرہ سے خطبہ کو نکلنے کے لیے کھڑے ہونے کے بعد کلام دنیوی امام اعظم رضی

اللہ عنہ اور صاحبین کے نزدیک بالاتفاق کروہ وممنوع ہے اور کلام اخروی جیسے تسبیح وذکر اللہ وغیرہا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بغیر اختلاف اقوال جائز ہے۔ درود شریف اور دعا بھی کلام اخروی میں داخل ہے۔ لہذا اس اذان کا جواب زبان سے دینا اور درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ کرنا جائز ہے۔

(حبیب الفتاوی ص ۶۱۷، ۶۱۸ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

نوٹ: عمدۃ المحققین مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ صدرالافاضل فخرالاماثل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، تاج العلماء حضرت مفتی محمد عمر نعیمی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص ہیں اور ان کے اس فتاوی کے شروع میں دس مستند علماء اہل سنت کی تقاریظ بھی موجود ہیں۔

جن میں سراج السالکین، مخدوم المشائخ ابوالمسعود محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی، نوردیدۂ غوث الثقلین شیخ اعظم شاہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف، رئیس المحققین شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی، فقیہ عصر مفتی شریف الحق امجدی، عالم نبیل مولانا عبدالعزیز نعیمی اشرفی بانی وصدر مدرس مدرسہ حبیب العلوم سمنانیہ اسلام آباد بھاگلپور، فضیلۃ الاستاذ حضرت العلام مولانا محمد یونس نعیمی اشرفی شیخ الحدیث دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف شامل ہیں۔

فقیہ اعظم ابوالخیر مفتی محمد نوراللہ نعیمی بصیرپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

بہر حال استحباب سے کم کسی کا قول نہیں تو ثابت ہوا کہ اذان ثانی کا جواب کم از کم مستحب ضرور ہے بلکہ حدیث مرفوع صحیح بخاری سے صراحۃ ثابت ہے کہ خود سرکار دو عالم ﷺ نے منبر پر اس اذان کا جواب دیا۔ صحیح بخاری ص ۱۲۵ جلد ۱ میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے مؤذن نے اذان شروع کی پس کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایها الناس انی سمعت رسول اللہ ﷺ علی هذا المجلس حین اذن المؤذن یقول ما سمعتم منی مقالتی.

یعنی اے لوگوں بے شک میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے اس مجلس پر جب کہ مؤذن نے اذان دی فرماتے ہوئے وہ جو تم نے میرا کہنا مجھ سے سنا ہے اور پہلے گزر چکا کہ اصل عدم الخصوص ہے جو یہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب دینے سے بھی صراحۃً ثابت ہو رہا ہے لہذا علامہ عینی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے فوائد میں فرماتے ہیں وفیہ اجابۃ الخطیب للمؤذن وهو علی المنبر اور خطیب کے لئے جائز ہوا تو دوسرے حاضرین کے لئے بھی ضرور جائز ہوگا لعدم الفارق و المانع۔

(فتاوی نوریہ ج ۱ ص ۲۸۴ مطبوعہ دار العلوم حنفیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

نوٹ:.....فقیہ اعظم ابو الخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے جواز پر ایک رسالہ بنام "تقبیل الابہامین عند ثانی الاذانین" لکھا ہے جو فتاوی نوریہ کے جلد ا میں شامل ہے۔ یاد رہے کہ فقیہ اعظم ابو الخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت سید محمد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم پاکستان ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد خاص ہیں اور اس فتاوی نوریہ پر تقریظ لکھنے والے امام اہل سنت سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، جامع معقول و منقول استاذ الاساتذہ علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم مفسر قرآن شارح صحیحین علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الاستفتاء:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان خطبہ کا جواب دینا اور انگوٹھے چومنا جائز ہے یا نہیں؟

سائل: محمد جسیم الدین اورنگی کراچی

الجواب:۔

امام اعظم کا قول یہ ہے کہ جب امام اپنی جگہ سے اٹھ کر منبر کی طرف خطبہ پڑھنے کے لئے چلے تو اسی وقت سے کلام اور نماز دونوں ممنوع ہو جاتے ہیں اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ جب

امام خطبہ شروع کردے گا اس وقت سے یہ منع ہوگا۔ شیخ الاسلام برھان الدین ابوالحسن علی ابن ابی بکرالمرغانی متوفی ۵۹۳ھ نے ہدایہ میں لکھا:

اذا خرج الامام یوم الجمعة ترک الناس الصلوۃ و الکلام حتی یفرغ من خطبة قال و ھذا عند ابی حنیفة و قالا لاباس بالکلام اذا خرج الامام قبل ان یخطب.

(ہدایہ اولین باب صلوۃ الجمعة صفحہ ۱۷۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

لہذا مصلی (نمازی) دونوں صورتیں اختیار کرسکتے ہیں چاہیں تو اذان کا جواب بھی دیں اور دعائے اذان اور تقبیل ابہامین بھی کریں اور اگر چاہیں تو یہ کام نہ کریں البتہ دونوں کے نزدیک دنیاوی بات کرنی اس وقت ناجائز ہے۔ جواب مذکور میں امام اعظم کے مسلک پر عمل کرنا بہتر ہے۔

(وقار الفتاوی ج ۲ ص ۲۹ ناشر بزم وقار الدین)

عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

فلا تکرہ اجابة الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذالک من فعل معاویة رضی اللہ تعالٰی عنه فی صحیح البخاری.

ترجمہ:… جو اذان خطیب کے سامنے دی جاتی ہے اس کا جواب دینا مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہے۔

(عمدۃ الرعایة ج ۱ ص ۲۴٤ حاشیہ نمبر ٦ باب الجمعة مطبوعہ المکتبة الحقانیة پشاور)

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵٦ھ روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم قال اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن.

ترجمہ:…… حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے۔

(صحیح بخاری باب ما یقول اذا سمع المنادی ج ۱ ص ۲۲۱ رقم الحدیث ۵۸٦ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (صحیح مسلم باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم یصلی علی النبی ﷺ ثم یسال اللہ له الوسیلة ج ۱ ص ۲۸۸ رقم الحدیث ۳۸۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابن ماجه باب ما یقال اذا اذن المؤذن ج ۱ ص ۲۳۸ رقم الحدیث ۷٦۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ٤۷۸ رقم الحدیث ۱۸٤۲ مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)، (مسند الربیع

باب فی الاذان ص ۷۷ رقم الحدیث ۱۷۶ مطبوعہ دار الحکمۃ بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبۃ ما یقول الرجل اذا سمع الاذان ج ۱ ص ۲۰۶ رقم الحدیث ۲۳۵۸ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)، (صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۰۶ رقم الحدیث ۴۱۱ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

اور بخاری شریف کی ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

ان رسول اللہ ﷺ قال من قال حین یسمع النداء، اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمودا ن الذی وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیمۃ۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اذان سن کر یہ دعا کرے اے اللہ اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے (رب) محمد مصطفی ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا تو اس کے لیے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہوگی۔

(صحیح بخاری باب الدعاء عند النداء ج ۱ ص ۲۲۲ رقم الحدیث ۵۸۹ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (صحیح ابن خزیمہ باب صفۃ الدعاء عند مسالۃ اللہ عزوجل للنبی ﷺ محمد الوسیلۃ واستحقاق الداعی بتلک الدعوۃ الشفاعۃ یوم القیامۃ ج ۱ ص ۲۲۰،۲۲۱ رقم الحدیث ۴۲۰ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ص ۱۴۸ رقم الحدیث ۴۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)، (کتاب الدعاء للطبرانی باب القول عند الاذان ص ۱۵۲ رقم الحدیث ۴۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اب خطیب صاحب بتائیے کہ حضور ﷺ نے جو ارشاد فرمایا اذا سمعتم النداء جب اذان سنو اور حین یسمع النداء اللھم رب جو اذان سن کر یہ دعا کرے۔ اس حکم میں جمعہ کی اذان ثانی شامل ہے یا نہیں اگر نہیں تو دلیل سے ثابت کریں کہ اس حکم میں جمعہ کی اذان ثانی شامل نہیں۔

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی فتاوی نوریہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

بہار شریعت حصہ سوم ص ۳۳ میں حکم فقہی مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے، کے عموم سے استدلال فرماتے ہوئے کہا یہ حکم ہر اذان کے لیے ہے فقہ کی کسی کتاب میں کوئی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اذان ثانی جمعہ بھی اس میں داخل ہے۔ حالانکہ احادیث اجابت ودعائے اذان عام ہیں کوئی اذان ان سے مستثنیٰ نہیں، اذان ثانی جمعہ اسی میں داخل ہے۔ کیا عموم احادیث عموم کلام مشائخ جتنی طاقت بھی نہیں رکھتا اور ساتھ ہی کتب فقہ کا عموم بھی بلا استثناء ہی ہے آیا صرف

نہر الفائق کی رائے سب کو اڑا دے گی اہر گز نہیں۔

(حاشیہ فتاوی نوریہ ج ۱ ص ۲۹۱ مطبوعہ دار العلوم حنفیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

جمعہ کی اذان ثانی کے دوران انگوٹھے چومنا

ثانی اذان کے دوران درود شریف پڑھ کر انگوٹھے چومنا یہ بھی جائز ہے۔ اس لئے کہ اس کا تعلق بھی اخروی کلام سے ہے۔ جس کے جواز پر ہم دلائل نقل کر چکے ہیں اور احادیث مبارکہ میں درود شریف کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور انگوٹھے چومنے کو بھی فقہاء نے مستحب لکھا ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے۔ یستحب۔ جامع الرموز میں ہے۔ اعلم انه یستحب۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ اعلم انه یستحب۔ طحاوی علی المراقی الفلاح میں ہے۔ انه یستحب۔ اور اس میں حضور ﷺ کی تعظیم بھی ہے۔

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں۔

وکل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا.

ترجمہ:...... ہر وہ فعل جو حضور ﷺ کے ادب اور اجلال میں داخل ہو اس کو کرنا مستحسن ہے۔

(فتح القدیر ج ۲ ص ۱۸۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت) (فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۲۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام احمد بن حجر مکی الہیتمی شافعی متوفی ۹۷۴ھ لکھتے ہیں۔

جس نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و شان میں مبالغہ کیا ہر اس طریقے سے کہ جس سے تعظیم بلند ہو اور یہ مبالغہ ذات باری تعالیٰ تک نہ لے جائے تو وہ حق تک پہنچا اور اس نے اللہ کی ربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی حدوں کی پاسداری کی اور یہ وہ قول ہے جو کہ افراط و تفریط سے مبراء اور پاک ہے۔

(الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم اردو ص ۱۰۸ مطبوعہ مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور)

محمد احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

اللہ رب العالمین کی محبت و عظمت کے بعد مومن کے پاس اصل جو سرمایہ ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت و عظمت ہے اور جس قدر یہ محبت و عظمت دل و دماغ میں راسخ ہو گی اسی قدر دیار

رسول ﷺ کی زیارت کی اہمیت اور فوقیت نمایاں اور آشکارا ہوگی۔ اللہ رب العالمین کی محبت و عظمت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت ایک لازمی اور فطری تقاضا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت کے بعد ہر اس شے کی عظمت ومحبت ہوگی اور شوق واشتیاق ہوگا جسے رسول اللہ ﷺ کی جانب ادنی انتساب اور وابستگی ہوگی۔

(تجلیات مدینہ ص ۱۷ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں۔

ثم اعلم ان کل ما مال الی التعظیم رسول اللہ ﷺ لا ینبغی لاحد البحث فیہ و لا المطالبۃ بدلیل خاص فیہ فان ذلک سوء ادب فقل ما شئت فی رسول اللہ ﷺ علی سبیل المدح لا حرج.

ترجمہ:..... پھر اس بات پر یقین رکھ کہ (ہر قول، فعل، تقریر، تحریر) وہ چیز جو حضور ﷺ کی تعظیم کی طرف مائل ہو کسی کو لائق نہیں کہ اس میں بحث کرے۔ اور نہ یہ لائق ہے کہ اس جزئیہ پر دلیل خاص کا مطالبہ کرے۔ کیونکہ یہ بلاشک وشبہ بے ادبی ہے۔ تو جو جی چاہے حضور ﷺ کے حق میں بطریق مدح بیان کر۔ اس میں کسی قسم کا حرج نہیں۔

(کشف الغمہ عن جمیع الامۃ ج ۲ ص ۶۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (جواھر البحار امام نبہانی ج ۲ ص ۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

عمدۃ المحققین مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الجواب:..... ائمہ کرام وفقہائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کا اس معاملہ میں اولی ہونے اور خلاف اولی ہونے میں اختلاف ہے۔ میری تحقیق اس بارے میں بنظر قول حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ خطبہ سے قبل والی اذان میں انگوٹھے بھی اشھد ان محمدا رسول اللہ پر چومے جائیں اور بعد ختم اذان درود پاک پڑھ کر دعا بھی کی جائے اور جواب اذان کے کلمات بھی حاضرین چپکے چپکے پڑھیں یہی اولیٰ ہے۔ اس کی بنیاد حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح کی روایت پر ہے۔ واللہ اعلم۔

(حبیب الفتاوی ص ۵۲۱ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

آخر میں خطیب صاحب کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بھی جمعہ کی اذان ثانی کے

دوران انگوٹھے چومنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے۔ اس لئے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے تو خطیب صاحب کے خلاف لکھا ہے اور اس کی اجازت دی ہے اور خطیب صاحب روک بھی رہے ہیں اور نہ جانے کیا کیا فتوے بھی لگا رہے ہیں۔ یہاں پر ہم خطیب صاحب کا یہ پردہ چاک کرتے ہیں کہ آپ کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے کتنی عقیدت ہے۔ خطیب صاحب مسجد کے اندر اذان دلواتے ہیں اور جمعہ کی اذان ثانی بھی منبر کے ساتھ مسجد کے اندر دلواتے ہیں۔ خطیب صاحب دیکھئے جس سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے منع نہیں فرمایا بلکہ اجازت فرمائی ہے اس کو آپ نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اور جس سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ منع فرمایا ہے اور اس کے منع ہونے پر ایک مبسوط ۲۵۶ صفحات کی کتاب بنام ''شمائم العنبر'' لکھی ہے۔ اس پر آپ بڑے مزے سے عمل کر رہے ہیں۔ آپ کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے عقیدت نہیں بلکہ آپ ان کی شان کو خراب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض:..... ردالمحتار میں نہر الفائق کے حوالے سے اور درمختار میں جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینے کو مکروہ کہا ہے۔

جواب:..... جب حضور ﷺ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جمعہ کی اذان ثانی زبان سے جواب دینا ثابت ہے تو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب نہر الفائق اور درمختار کا اس کو مکروہ کہنا غلط ہے۔ اولاً علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا نہر الفائق کے حوالے سے اس کو مکروہ کہنا اس لئے غلط ہے کہ یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اصح قول اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے خلاف ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اختلف المشائخ علی قول ابی حنیفة قال بعضهم انما کان یکره ما کان کلام الناس اما التسبیح و نحوه فلا. وقال بعضهم کل ذلک مکروه والاول اصح. اور یہ خود علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ اس سے پہلے خود لکھا ہے:

قوله (ولا کلام) ای من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوه فلا

بكره وهو الاصح كذا في العناية والنهاية.

ترجمہ:...... بات چیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی سی دنیاوی باتوں کی جنس سے نہ ہو۔ جہاں تک تسبیح وغیرہ کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہی صحیح ہے۔

(فتاوی شامی ج ۱ ص ۶۰۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جب تسبیح واذکار مکروہ نہیں تو اس اذان کا زبان سے جواب دینا کیسے مکروہ ہو سکتا ہے یہ بھی تو اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔

دوم علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ خود نہر الفائق اور درمختار سے فتویٰ دینے کے بارے میں لکھتے ہیں:

لا يجوز الافتاء من الكتب المختصرة كالنهر و شرح الكنز للعيني والدر المختار شرح تنوير الابصار او لعدم الاطلاع على حال مؤلفيها كشرح الكنز لملامسكين و شرح النقاية للقهستاني.

ترجمہ:...... مختصر کتب سے فتویٰ دینا جائز نہیں جس طرح کہ نہر اور شرح الكنز للعيني اور الدر المختار شرح تنویر الابصار وغیرہ۔ اسی طرح جن کتب کے مصنفین کے احوال کی خبر نہ ہو۔ جس طرح شرح الکنز لملامسکین وشرح نقایہ للقهستانی یا جس میں ضعیف اقوال نقل کیے گئے ہوں جس طرح کہ زاہدی کی تصنیف قنیہ پس اس سے فتویٰ دینا جائز نہیں۔

(فتاوی شامی ج ۱ ص ۶۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)، (مقدمہ فتاوی عالمگیری مترجم ج ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

فقیہ اعظم مفتی محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ اس اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں۔

بعض حضرات نے درالمختار کے حوالہ سے فرمایا کہ اس اذان کا جواب مقتدیوں کے لئے ناجائز ہے تو...... عبارت ردالمختار کی تنقیح وجواب ہی اس کا جواب ہے۔ درالمختار ص ۳۷۱ جلد ۱ مطبوع مع الشامی میں ہے:

قال وينبغي ان لا يجيب بلسانه اتفاقا في الاذان بين يدي الخطيب

شامی میں ہے قوله قال اى في النهر.

تو اس عبارت درمختار کا حاصل یہ ہوا کہ صاحب نہر نے نہر میں فرمایا چاہیئے سے صاف

ثابت ہو رہا ہے کہ یہ منقول فی المذہب نہیں بلکہ صاحب نہر کی رائے ہے جو مذہب نہیں بن سکتی وذاظاهر جد اعلی من رای کلمات القوم بلکہ خود صاحب نہر نے تصریح فرمائی کہ میں کہتا ہوں کما سیجئی عن المنحة پھر یہ رائے بھی اسی قدر ہے کہ جواب نہ دینا چاہئے اور یہ نہ فرمایا کہ ناجائز ہے تو اس سے ناجائز سمجھنا جائز نہیں غالباً اسی بناء پر درمختار میں جب ان لوگوں کا بیان کیا جن پر جواب اذان نہیں تو اس کی طرف اشارہ تک بھی نہ کیا۔ درمختار ص ۳۶۸ میں یجیب من سمع الاذان کی شرح میں ہے لا حائضا ونفساء وسامع خطبة وفی صلوٰة جنازة وجماع ومستراح الخ حیض نفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہو ان پر واجب نہیں تو معلوم ہوا کہ صاحب درمختار کو یہ مختار نہیں کہ منتظر خطبہ پر بھی جواب نہیں چہ جائیکہ ناجائز بتائیں۔

ثانیاً اس رائے کا مبنیٰ دوسری رائے ضعیف پر ہے کہ عند الامام الاعظم قبل الخطبة کلام اخروی بھی مکروہ ہے وقد بینا فساد المبنی علی الفساد فاسد. طحطاوی علی الدرج اص ۱۸۹ میں ہے ولکن سیاتی فی الجمعة ان الاصح جواز الاذکار عنده قبل شروعه فی الخطبة فلا مانع من الاجابة.

ثالثاً یہ نقل درمختار صحیح بھی نہیں بلکہ کاتب نے لا تجب کو بگاڑ کر لا یجیب لکھ دیا ہے۔ منحۃ الخالق ص ۲۵۹ جلد ا میں ہے:

قال فی النهر اقول ینبغی ان لا تجب باللسان اتفاقا علی قول الامام فی الاذان بین یدی الخطیب وان تجب بالقدم الخ.

اور یونہی طحطاوی علی المراقی ص ۱۳۰ میں بھی نہر سے لا تجب ہے جس کا معنیٰ یہ ہوا کہ صاحب نہر الفائق نے نہر الفائق میں فرمایا کہ میں کہتا ہوں چاہئے کہ زبان کے ساتھ بالاتفاق اجابت اذان واجب نہ ہو الخ اور جب منقول عنہ میں نفی وجوب اجابت ہے اور نفی جواز اجابت نہیں تو اس سے ناجائز سمجھنا کسی طرح جائز نہیں وجوب خاص اور جواز عام ہے اور ارتفاع خاص مستلزم ارتفاع عام نہیں۔

(فتاویٰ نوریہ ج ۱ ص ۲۶۲، ۲۶۳ مطبوعہ دار العلوم حنفیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

بعض کتابوں میں جو اس مسئلہ کے عدم جواز پر لکھا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک

مکروہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ غلط ہے۔ اس لیے کہ جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو، امام ابو یوسف وامام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہو اور خود امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اصح قول پر جائز ہو تو اس کے ناجائز ہونے پر کیسے فتویٰ ہو سکتا ہے۔ امام بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

جاء فی الحدیث ان الدعاء یستجاب وقت الاقامة فی یوم الجمعة فکیف یسکت عند ابی حنیفة.

(البنایة شرح الهدایة باب صلاۃ الجمعة ج ۳ ص ۸۸ مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

ضمناً بحث

دیوبندیوں کے نزدیک بھی جائز ہے

دیوبندیوں کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ ان کے مستند عالم دین عبدالحی لکھنوی نے اس مسئلہ کے جواز پر بڑی طویل گفتگو کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(السعایة فی کشف ما فی شرح الوقایة باب الاذان ج ۲ ص ۵۲ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

محمد میاں صدیقی کاندھلوی دیوبندی اور محمد مالک کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ یہ مقصد ہے کہ دنیا کی یا آپس کی باتیں منع ہیں۔ تسبیح وتہلیل منع نہیں اور بعض نے کہا مطلقاً کلام منع ہے۔ لیکن قول اول زیادہ صحیح ہے۔

(سراج الهدایه حصه اول ص ۱۷۷ مطبوعه ملك سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاهور)

غیر مقلدوں کے نزدیک بھی جائز ہے

غیر مقلدوں کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ ان کے امام ابن حزم نے اس کے جواز پر ایک باب باندھا ہے:

مسألة والكلام مباح لكل احد ما دام المؤذن یؤذن یوم الجمعة ما یبدا الخطیب بالخطبة.

(محلی ابن حزم ج ۵ ص ۷۲،۷۲ مطبوعه دار الآفاق الجدیدة بیروت)

اور غیر مقلدوں کے امام شوکانی ایک اثر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

فیہ جواز الکلام حال قعود الامام علی المنبر قبل شروعہ فی الخطبۃ.

(نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

بہر حال جمعہ کی اذان ثانی کا زبان سے جواب دینا اور نام اقدس ﷺ سن کر درود شریف پڑھ کر انگوٹھے چومنا اور اس اذان کے ختم ہونے کے بعد دعا کرنا جائز ہے۔ حرام یا مکروہ تحریمی نہیں۔ اسی پر اہل سنت وجماعت کا فتویٰ ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

خادم علمائے اہل سنت

سعید اللہ خان قادری 27\2\2008

آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ عثمان غنی کالونی پہاڑ گنج کراچی

علماء اہل سنت کی تصدیقات

اس مسئلہ پر تصدیق کرنے والے علماء اہل سنت کے نام یہ ہیں:

(1) الجواب صحیح تاج العلماء، سند العلماء مفتی عبد الحلیم قادری ہزاروی مدظلہ العالی
(دار العلوم غوثیہ پرانی سبزی منڈی)

(2) الجواب صحیح آفتاب ہدایت علامہ حضرت میاں سید علی شاہ قادری مدظلہ العالی
(ضلع سوات گاؤں فرحت آباد)

(3) الجواب صحیح ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ علامہ صاحبزادہ سید شاہ حسین حلیم مدظلہ العالی
(مہتمم جامعہ حلیمیہ شیر شاہ کراچی)

(4) الجواب صحیح استاذ العلماء مفتی ابو الحسان محب الرحمٰن محمدی مدظلہ العالی
(الجامعۃ الاسلامیہ غوثیہ نوریہ گلشن غازی بلاک ڈی بلدیہ ٹاؤن)

(5) الجواب صحیح مناظر اہل سنت علامہ سید مظفر حسین شاہ اختر القادری مدظلہ العالی
(مہتمم جامعۃ الزہراء گودر کیمپ سرراہ، جد)

(6) الجواب صحیح استاذ العلماء مفتی سراج الدین قادری مدظلہ العالی
(ناظم تعلیمات جامعۃ الزہراء گودر کیمپ مبارک مسجد)

(7) الجواب صحیح منبع الفیوضات والبرکات مفتی سید احمد علی شاہ نقشبندی مدظلہ العالی
(جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی اورنگی ٹاؤن کراچی)

الجواب صحیح بلاریب و مخالفہ عنید فلا اعتبار لہ.

(8) الجواب صحیح الفقیہ الجلیل، استاذ العلماء مفتی سید محمد منور شاہ نقشبندی مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث و مفتی المرکز الاسلامی بی بلاک نارتھ ناظم آباد کراچی)

(9) الجواب صحیح استاذ العلماء سید محمد یوسف شاہ صاحب بندیالوی مدظلہ العالی
(مفتی و شیخ الحدیث جامعہ رضویہ شمس العلوم کراچی)

الجواب:..... اذان ثانی کے بعد دعا مانگنی اور اذان ثانی کا جواب دینا جائز ہے۔
نوٹ جائز امور اور مستحبات پر جھگڑنا شدت کرنا ناجائز ہے۔
الجواب صحیح وھکذا صرح فی کتب الاحادیث والفقہ.

مصنف کی دیگر محققانہ کتب

غیب کی خبریں دینے والا نبی (غیر مطبوعہ)

حیلہ اسقاط اور دوران القرآن کا مدلل ثبوت (غیر مطبوعہ)

اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم (مطبوعہ مکتبہ غوثیہ)

مدلل فقہ حنفی اور احادیث و آثار صحابہ (مکمل ۱۰ جلدیں) (غیر مطبوعہ)

کیا سیاہ خضاب ناجائز ہے؟ (سیاہ خضاب کے جواز پر بہترین تحقیق (غیر مطبوعہ)

مشرک و بدعتی کون؟ (غیر مطبوعہ)

نام اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کا مدلل ثبوت (مطبوعہ مکتبہ غوثیہ)

مصنف کی دیگر کُتب

- نامِ اقدس ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کا مدلل ثبوت
- حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم
- دعا بعد نماز جنازہ
- حیلۃ الاسقاط
- غیب کی خبریں دینے والا نبی
- تفسیر میاں گل جان
- حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟
- چوری پر چوری
- سرکار نے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا
- مقام سلسلہ قادریہ
- عمامہ شریف کے فضائل
- مشرک و بدعتی کون؟
- فتاویٰ میاں گل جان

مکتبہ میاں گل جان

نارتھ ناظم آباد پہاڑ گنج عثمان غنی کالونی بلاک R کراچی

Printed By : JAMEEL BROTHERS 0332-2316945